حیض کی وجہ سے روزے رہ جائیں تو کیا ان کی قضا ضروری ہے؟ نیز قضا کا وقت کب تک ہے؟

مجیب: ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

فتوی نمبر: Nor-12437

تاریخ اجراء: 02 ربیع الاول 1444ھ / 29 ستمبر 2022ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت کے فرض روزے جو حیض کی وجہ سے رہ جاتے ہیں کیا ان روزوں کی قضا کرنا ضروری ہے؟

اگر ضروری ہے تو ان روزوں کی قضا کا وقت کب تک ہے؟ کچھ لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ آنے والے رمضان سے پہلے پہلے عورت ان روزوں کی قضا کر لے ورنہ اسے ایک روزے کے بدلے میں 60 روزے رکھنا ہوں گے، یہ بات کہاں تک درست ہے؟ رہنمائی فرمادیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

حیض کی وجہ سے جو روزے رہ گئے، ان روزوں کی قضا عورت پر فرض ہے لہذا عورت کے لیے مستحب یہ ہے کہ ماہ رمضان گزرنے کے بعد ممکنہ صورت میں جتنا جلد ہو سکے ان قضا روزوں کو ادا کر لے کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔

اب ان روزوں کی قضا کا وقت کب تک ہے؟ اس کی شریعت نے کوئی خاص مدت بیان نہیں کی، لہذا ان قضا روزوں کی ادائیگی کا وقت پوری زندگی ہے۔ ایامِ ممنوعہ کے علاوہ کسی بھی دن یہ قضا روزے رکھے جاسکتے ہیں۔ لیکن فقہائے کرام کی تصریحات کے مطابق مستحب یہ ہے کہ جتنا جلد ہو سکے ان روزوں کی قضا کر لی جائے کہ اس میں بھلائی کی طرف سبقت کرنا اور فرض کی ادائیگی سے بریٔ الذمہ ہونا ہے۔

جن لوگوں نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ **"آنے والے رمضان سے پہلے پہلے عورت ان روزوں کی قضا کر لے ورنہ اسے ایک روزے کے بدلے میں 60 روزے رکھنا ہوں گے"** انہوں نے بالکل غلط مسئلہ بیان کیا ہے، لہذا ان سب پر لازم ہے کہ وہ اس گناہ سے توبہ کریں اور آئندہ بغیر علم کے ہرگز کوئی شرعی مسئلہ بیان نہ کریں۔ اس طرح کے مسائل

غیر عالم لوگ اپنی جہالت سے بیان کرتے ہیں۔ یہ بہت نازک معاملہ ہے کیونکہ بغیر علم کے فتویٰ دینا شریعت پر افتراء باندھنا ہے جو کہ سخت ناجائز و حرام ہے اور قرآن و حدیث میں اس کی شدید مذمت بیان ہوئی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ“ ترجمہ کنزالایمان: ”تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں۔“ (القرآن الکریم، پارہ 02، سورۃ البقرۃ، آیت: 185)

ایامِ ممنوعہ کے علاوہ زندگی میں کبھی بھی قضا روزے رکھے جاسکتے ہیں۔ جیسا کہ احکام القرآن للطحاوی میں ہے: ”{فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ} ولم یخص بتلک الأیام الأخر ما قبل شهر رمضان الجائي أفنجعله بخلاف ما بعد شهر رمضان الجائي، وسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم تدل على خلاف ذلک؟ لأن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد أمر الذي أفطر يوما من رمضان فيما رويناعنه في هذا الباب، أن يقضي يوما مكانه، ولم يقل له في شهر رمضان الذي بعده، فدل ذلک على أنه قد أطلق له القضاء في كل الدهر لا فيما نهى عن صومه من الأيام التي نهى عن صومها۔“ ترجمہ: ”اللہ عزوجل کے اس فرمان (فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ) میں آنے والے رمضان سے پہلے کسی مہینے کے دنوں کو خاص نہیں کیا گیا تو کیا ہم اس کے برخلاف آنے والے رمضان کے بعد میں کسی مہینے کے ساتھ ان دنوں کو خاص کرلیں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ بھی اس کے خلاف پر دلالت کرتا ہے کیونکہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو جس نے رمضان کا روزہ چھوڑا تھا اس روزے کے بدلے میں ایک روزہ قضا کرنے کا حکم دیا اس بارے میں جو روایت ہے وہ ہم نے اس باب میں ذکر کی ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہ فرمایا کہ اس مہینے میں قضا کرو کہ جو اس رمضان کے بعد آنے والا ہے لہذا یہ اس بات پر دلالت ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روزے کی قضا کرنے کے لیے پورے زمانے کو مطلق رکھا سوائے ان ایامِ ممنوعہ کے کہ جن میں روزے رکھنا ممنوع ہیں۔“ (أحكام القرآن للطحاوی، ج 01، ص 414، مطبوعہ استنبول)

ناپاکی کے ایام میں رہ جانے والے روزوں کی قضا عورت پر لازم ہے۔ جیسا کہ تفسیرِ مظہری میں اسی آیت کے تحت مذکور ہے: ”ویلحق بالمریض والمسافر في حق وجوب القضاء الحائض والنفساء بالإجماع والأحاديث عن معاذة العدوية انها قالت لعائشة ما بال الحائض تقضي الصوم ولا تقضي الصلاة قالت عائشة كان تصيبنا ذلک فنؤمر بقضاء الصوم ولا نؤمر بقضاء الصلاة- رواه مسلم-“ یعنی روزے کی قضا کے معاملے میں حائضہ اور نفاس والی عورت بالاجماع مریض اور مسافر کے حکم میں ہیں۔ احادیث بھی

اس پر دال ہیں جیسا کہ حضرت معاذۃ عدویہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ کیا وجہ ہے عورت حیض کے دنوں میں رہ جانے والے روزوں کی تو قضا کرتی ہے لیکن نمازوں کی قضا نہیں کرتی؟ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواباً فرمایا کہ ہمیں بھی یہ معاملہ درپیش ہوا تو ہمیں روزے کی قضا کا حکم دیا گیا لیکن نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا گیا، مسلم نے اسے روایت کیا۔ (التفسیر المظھری، ج 01، ص 196، مطبوعہ کوئٹہ)

صحیح مسلم کی حدیثِ پاک میں ہے: "عن عائشة کان یصیبنا ذلک فنؤمر بقضاء الصوم ولا نؤمر بقضاء الصلاۃ" یعنی حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہمیں یہ معاملہ درپیش ہوا تو ہمیں روزے کی قضا کا حکم دیا جاتا لیکن نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا گیا۔ (صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب وجوب بقضاء الصوم علی الحائض، ج 01، ص 153، مطبوعہ کراچی)

ردالمحتار میں اس حوالے سے مذکور ہے: "(یمنع صلاۃ) ای الحیض و کذا النفاس (مطلقاً ولو سجدۃ شکر وصوماً وجماعاً **وتقضیه) ای الصوم علی التراخی فی الاصح۔** "خزائن" (لزوما) دونها (للحرج)" ترجمہ: "حیض اور نفاس مطلقاً نماز سے مانع ہیں اگرچہ سجدہ شکر ہی کیوں نہ ہو، یونہی روزے سے اور جماع سے بھی مانع ہیں مگر روزوں کی قضا کرنا ہوگی، اصح قول کے مطابق تراخی کے ساتھ بھی قضا کی جاسکتی ہے "خزائن"۔ البتہ حرج کی بنا پر ان دنوں کی نمازوں کی قضا فرض نہیں۔" (ردالمحتار مع الدرالمختار، کتاب الطھارۃ، ج 01، ص 532، مطبوعہ کوئٹہ، ملتقطاً وملخصاً)

روزے کی قضا میں تاخیر نہ کرنا مستحب ہے۔ جیسا کہ حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح، بحر الرائق وغیرہ میں ہے: "و النظم للاول" (ولا یشترط التتابع في القضاء لإطلاق النص لكن **المستحب التتابع وعدم التأخير) اى بعد زوال العذر (عن زمان القدرة مسارعة إلى الخير وبراءة الذمة)**" یعنی قضا روزے لگاتار رکھنا شرط نہیں کہ نص اس بارے میں مطلق ہے لیکن لگاتار روزے رکھنا اور عذر کے زائل ہونے کے بعد قدرت ہونے کے باوجود تاخیر نہ کرنا مستحب ہے کہ اس میں بھلائی اور برئ الذمہ ہونے کی طرف سبقت کرنا ہے۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصوم، ص 687، مطبوعہ کراچی)

بہار شریعت میں ہے: "ان دِنوں میں نمازیں معاف ہیں ان کی قضا بھی نہیں اور **روزوں کی قضا اور دنوں میں رکھنا فرض ہے۔**" (بہارِ شریعت، ج 01، ص 380، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

قضاروزوں کی ادائیگی کے متعلق بہار شریعت میں ہے:"جن لوگوں نے ان عذروں کے سبب روزہ توڑا، اُن پر فرض ہے کہ ان روزوں کی قضار کھیں اور ان قضاروزوں میں ترتیب فرض نہیں۔ فلہٰذا اگر ان روزوں کے پہلے نفل روزے رکھے تو یہ نفلی روزے ہوگئے، **حکم یہ ہے کہ عذر جانے کے بعد دوسرے رمضان کے آنے سے پہلے قضار کھ لیں۔**"
مزید تھوڑا آگے صدر الشریعہ علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:"اگر روزے نہ رکھے اور دوسرا رمضان آگیا تو اب پہلے اس رمضان کے روزے رکھ لے، قضانہ رکھے۔" (بہارِ شریعت، ج 01، ص 1005-1004، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

قضاروزوں کے باب میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:"ظاہر یہ ہے کہ قضاء سے روزوں کی قضا مراد ہے جیسا کہ اس موقعہ سے اور آئندہ حدیثوں سے معلوم ہو رہا ہے۔ **خیال رہے کہ ہر عبادت کی قضا بہت جلد کرلینا چاہیے کیونکہ موت کی خبر نہیں۔**" (مرآۃ المناجیح، ج 03، ص 175، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

بغیر علم کے فتویٰ دینا شریعت پر افتراء(تہمت) باندھنا ہے جو کہ سخت ناجائز و حرام ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:"وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ" ترجمہ کنز الایمان :"اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو۔" (القرآن الکریم: پارہ 14، سورۃ النحل، آیت 116)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:"جنھوں نے بھی بے علم کے فتویٰ دیا انھوں نے اللہ عزوجل کے حرام کو حلال کیا، اور جنھوں نے اس کی تصدیق کی انھوں نے حرام کی تصدیق کی۔
کنز العمال کی حدیثِ مبارک ہے "من افتی بغیر علم لعنته ملٰئكة السماء والارض "یعنی جس نے علم کے بغیر فتویٰ دیا اس پر زمین و آسمان کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔" (فتاوی رضویہ، ج 11، ص 477، رضا فاؤنڈیشن، لاہور، ملخصاً)

وَاللهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.daruliftaahlesunnat.net
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net